ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر☆

کتبِ طبقات کا جائزہ

طبقات، لغوی مفہوم:

طبقات، طبقة کی جمع ہے۔ یہ لفظ اسم مکان اور اسم زماں دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جب یہ اسم مکان کے لیے استعمال ہوتا ہے تو اسکے معنی ہوتے ہیں ایک جیسے، ایک دوسرے کے اوپر واقع ہونے والے۔ ابن منظور نے لکھا ہے:

الطبق غطاء كل شيء، والجمع أطباق، وطبق كل شيء ما ساواه۔ (۱)

طبق ہر چیز کا ڈھانپا ہے۔ اس کی جمع اطباق آتی ہے اور ہر چیز کا طبق وہ ہوتا ہے جو اس کے برابر ہو۔

قرآن حکیم میں بھی اس کا ذکر ہے، فرمایا:

أَلَمْ تَرَوا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا۔ (۲)

کیا انہوں نے نہیں دیکھا اللہ تعالیٰ نے سات آسمان اوپر نیچے کیسے بنائے۔

اس آیت میں طباق کا معنی الزجاج اور اللیث نے **مطبق بعضها على بعض** کیا ہے۔ طباق میں سے ہر ایک کو طبق یا طبقہ کہتے ہیں (۳)۔

طبقات العین سے مراد آنکھ کے اوپر تلے کے پردے ہیں (۴)۔ اگر یہ لفظ اسم زمان کے طور پر استعمال کیا جائے تو اسکے معنی نسل کے ہیں۔ لغت نویس اسکا مترادف قرن بتاتے ہیں۔ اور "**اذا مضى عالم بدأ قرن**" کا مفہوم "**اذا مضى قرن ظهر قرن**" کیا گیا ہے۔

طبقہ اور قرن کی مدت زمانی کی تعیین میں متعدد اقوال منقول ہوئے ہیں۔ ابن عبدالبر زرارہ بن ابی اوفی سے روایت کرتے ہیں: **القرن مائة وعشرون سنة**۔ (۵)۔ فیروز آبادی اور ابن منظور نے

طبقہ کی مدت بیس سال بتائی ہے۔ لیکن مؤخر الذکر نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا:

ویقال: معنی طبق من النھار وطبق من اللیل ای ساعۃ، وقیل ای معظم منہ۔(۶)

چنانچہ کتب طبقات مثلاً طبقات المحدثین، طبقات الشعرا، طبقات الاطبا وغیرہ کے مطالعے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں محدثین، شعرا اور اطبا کا نسلاً بعد نسل یا ان کے مراتب کے اعتبار سے ان کا ذکر ہے۔ ایک زمانے سے متعلق لوگ بالعموم ایک طبقے میں شامل ہوتے ہیں۔

قرآن وحدیث میں تصور طبقات کی اساس:

تصور طبقات کی اساس قرآن حکیم کی درج ذیل آیات میں تلاش کی جا سکتی ہے:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ۔(۷)

اور جو مہاجرین اور انصار (ایمان لانے میں سب سے) مقدم ہیں اور جو لوگ نیکی میں ان کی پیروی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہوگیا اور وہ اس (اللہ) سے راضی ہوگئے۔

اس آیت نے مہاجرین و انصار میں سے سابقین و اولین اور ان کے اتباع میں داخلی درجہ بندی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ۔ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ۔(۸)

تم میں سے جن لوگوں نے فتح سے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور جہاد کیا وہ دوسروں کے برابر نہیں بلکہ ان سے بہت بڑے درجے کے ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا۔

اس آیت نے فتح مکہ سے پہلے اور بعد کے طبقات میں واضح خط امتیاز کھینچ دیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی متعدد احادیث میں بھی یہ امتیازات موجود ہیں مثلاً:

ان اللہ قد اطلع علی قلوب اھل بدر فقال لھم: اعملوا ما شئتم

قد غفرت لکم۔(۹)

اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے دلوں کو جانچ لیا ہے، اور فرمایا کہ تم جو چاہو کرو میں نے تمہاری بخشش کر دی۔

لن یلج النار أحد شهد بدرًا أو الحدیبیة۔(۱۰)

جو لوگ بدر اور حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں کے ساتھ شریک رہے وہ ہرگز دوزخ میں داخل نہیں ہوں گے۔

لا یدخل النار أحد من بایع تحت الشجرة۔(۱۱)

جن لوگوں نے حدیبیہ کے موقع پر درخت کے نیچے (آپ ﷺ کی) بیعت کی تھی ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہیں ہو سکتا۔

لا هجرة بعد الفتح۔(۱۲)

فتح مکہ کے بعد (مدینے کے جانب) ہجرت نہیں ہوگی۔

خیر القرون قرنی ثم الّذین یلونهم ثم الّذین یلونهم۔(۱۳)

سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر اس کے بعد ان لوگوں کا جو ان سے متصل ہوں گے اور پھر ان کا جو ان سے متصل ہوں گے۔

ابن عبدالبر نے انہی آیات وروایات کی بنیاد پر صحابہ کے درج ذیل طبقات متعین کیے ہیں۔(۱۴)

۱۔ ہجرت مدینہ سے پہلے کے مسلمان۔
۲۔ ہجرت کے بعد اور غزوہ بدر سے پہلے کے مسلمان۔
۳۔ غزوہ بدر اور صلح حدیبیہ کے درمیانی عرصے کے مسلمان۔
۴۔ صلح حدیبیہ کے بعد اور فتح مکہ سے پہلے کے مسلمان۔
۵۔ فتح مکہ سے بعد کے مسلمان۔

ابن سعد نے بھی تقریباً اسی اساس پر طبقات کی تقسیم کی ہے(۱۵)۔

کتب طبقات کی تدوین کا مقصد:

اسلام کے بنیادی مآخذ میں حدیث کی اہمیت محتاج وضاحت نہیں۔ حدیث دو چیزوں کے

مجموعے کا نام ہے، متن اور سند۔ حفاظِ حدیث احادیث کے متون کو مع اسانید حفظ کرتے تھے اور رراویوں کے حالات زندگی، تاریخ ولادت و وفات اور کن کن لوگوں سے انکی ملاقات اور سماع ثابت ہے، یہ سب امور لکھ لیے جاتے تھے تاکہ ہر راوی کے صدق و کذب کا جائزہ لیا جا سکے۔ اسی علم اسماء الرجال کو نصف علم حدیث قرار دیا ہے۔ اور باقی نصف متون حدیث کو(۱۶)۔ چونکہ قرآن حکیم نے تحقیق کے بغیر کسی بات کو مان لینے سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌ ۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًا بِجَھَالَۃٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَافَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ۔ (۱۷)

اے ایمان والو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو۔ ایسا نہ کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذا پہنچا دو، پھر اپنے کیے پر پشیمانی اٹھاؤ۔

اور نبی اکرم ﷺ نے روایت حدیث میں احتیاط کا حکم ان الفاظ میں دیا:

من کذب علیّ متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار۔ (۱۸)

اس امر کے پیش نظر علمائے اسلام اور بالخصوص محدثین نے اسناد کو بہت اہمیت دی ہے، چنانچہ ابن مبارکؒ کہتے ہیں:

جو شخص بغیر اسناد کے دینی امور پر بات کرتا ہے گویا وہ بغیر سیڑھی کے چھت پر چڑھنا چاہتا ہے۔(۱۹)

اور سفیان ثوریؒ کہتے ہیں:

اسناد اہل ایمان کا ہتھیار ہے، وہ شخص کیسے لڑسکتا ہے جس کے ساتھ ہتھیار نہ ہو(۲۰)۔

جب کہ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اسناد کے بغیر احادیث جمع کرنیوالا رات کو لکڑیاں اکٹھی کرنے والے کی طرح ہے۔ عجب نہیں بے خبری میں ایسا گٹھا اٹھا لے جس میں سانپ ہو۔(۲۱)

چنانچہ اسناد کی جانچ پرکھ کے لیے فن جرح و تعدیل وجود میں آیا اور اسماء الرجال کے فن کو باضابطہ اور سہل المآخذ بنانے کے لیے طبقات الرجال کے فن کا ظہور ہوا۔

علم طبقات کے ذریعے یہ معلوم ہوتا ہے کہ راوی جس شخص سے روایت کر رہا ہے، اس سے بھی

ملا بھی ہے یا نہیں۔ اگر نہیں ملا تو جھوٹ بول رہا ہے یا ارسال (۲۲) کر رہا ہے۔ اسی سے سند میں انقطاع (۲۳)، عضل (۲۴)، اور تدلیس (۲۵) کا پتہ چلتا ہے۔

علم طبقات کے ذریعے ہر راوی کے بیان کردہ سلسلہ سند کے بارے میں تحقیق کی جاتی ہے۔ کسی شخص کی روایت اس کی علمی جلالت اور بلند مرتبے کے باعث قبول نہیں کی جا سکتی۔ حماد بن زید کہتے کذابین کے خلاف کوئی چیز اتنی کارگر نہیں جتنی تاریخ۔ اس شخص سے جب پوچھا جائے کہ آپ کا سن ولادت کیا ہے وہ بتا دے اور اسکے بعد اس کے شیخ (مروی عنہ) کا سن وفات بھی معلوم ہو تو اس کا سچ جھوٹ پہچان لینا آسان ہے۔

علم طبقات کے ذریعے ان غلطیوں کا پتہ بھی لگ جاتا ہے۔ جو ہم نام اشخاص کے سلسلے واقع ہوتی ہیں۔ بایں طور کہ ایک کی بات دوسرے کی طرف منسوب کر دی جائے۔ جبکہ دونوں میں سے ایک کی پیدائش دوسرے کی وفات کے بعد ہو۔ مثلاً احمد بن نصر ابن زیاد الہمدانی جنہوں نے ۳۱۷ھ/۹۲۹ میں وفات پائی ان کی بابت یہ وہم ہوتا ہے کہ وہ احمد بن نصر داؤدی ہیں جن کی وفات ۴۰۲ھ/۱۰۱۱ میں ہوئی، اس قسم کی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں۔ (۲۶)

علم طبقات کے ذریعے جعلی تحریروں کی قلعی کھل جاتی ہے اور یہ پتہ چل جاتا ہے کہ جس شخص کی طرف یہ تحریر منسوب ہے یہ اسکی ہو سکتی ہے یا نہیں۔ چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ بعض یہودیوں نے ۴۴۷/۱۰۵۵ میں القائم بامر اللہ (۴۲۲–۴۶۷/۱۰۳۰–۱۰۷۵ء) کے وزیر ابو القاسم علی بن الحسن (م ۴۵۰–۱۰۵۸) کی خدمت میں ایک خط پیش کیا اور دعوی کیا کہ یہ رسول اللہ کا خط ہے۔ جس میں انہوں نے اہل خیبر کو جزیے کی معافی دی اس پر صحابہ کی شہادت تھی اور یہودیوں کا کہنا تھا کہ یہ حضرت علیؓ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ وزیر نے یہ خط تحقیق کے لیے خطیب البغدادی کے سامنے رکھ دیا انہوں نے غور سے دیکھنے کے بعد کہا یہ جعلی ہے کیونکہ اس میں ایک شہادت امیر معاویہ کی ہے۔ جو ۸ھ/۶۲۹ میں فتح مکہ کے دن اسلام لائے جبکہ خیبر ۷ھ/۶۲۸ء میں فتح ہوا۔ اور دوسری شہادت حضرت سعد بن معاذ کی ہے جو فتح خیبر سے دو سال قبل بنو قریظہ سے لڑائی کے دوران شہید ہو گئے تھے۔ (۲۷)

گویا طبقات صحابہ کی معرفت نے یہودیوں کی جعل سازی کی قلعی کھول دی، ورنہ اس خط کو رسول کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے نہ صرف احترام حاصل ہوتا بلکہ قانونی حیثیت بھی حاصل ہو جاتی۔

کتب طبقات اور سیرت:

اوپر ہونے والی گفتگو سے فن سیرت میں بھی کتب طبقات کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے، کیونکہ طبقات صحابہ کے حوالے سے حاصل ہونے والی معلومات پر سیرت طیبہ میں بہت سے مقامات پر انحصار کیا جاتا ہے۔

نیز کتب طبقات میں خود سیرت کے حوالے سے براہ راست بھی روایات ملتی ہیں، اس سلسلے میں مثال کے لئے سب سے پہلے ابن سعد کی الطبقات الکبریٰ کو پیش کیا جا سکتا ہے، جو طبقات صحابہ کے علاوہ خود سیرت کا اہم ترین اور قدیم ترین ماخذ ہے، اسی طرح خلیفہ بن خیاط کی الطبقات بھی اس حوالے سے ایک قابل ذکر کتاب ہے۔

تاریخ اور طبقات کا باہمی تعلق:

تاریخ یا توریخ کا لغوی معنی وقت بتانا ہے۔ (۲۸) ابو منصور الجوالیقی لکھتا ہے کہ تاریخ کا لفظ خالص عربی نہیں ہے بلکہ مسلمانوں نے اہل کتاب سے لیا ہے۔ (۲۹) اصطلاح میں تاریخ سے مراد ہے وقت بتا کر احوال و واقعات کو متعین کرنا۔ تاریخ کا دائرہ کار بہت وسیع ہے، اس فن میں سارے زمانے کے واقعات سے بحث کی جاتی ہے، ان کی تحدید اور وقت کا تعین کیا جاتا ہے اور یہ بتایا جاتا ہے کہ دنیا میں کب، کیا اور کیسے ہوا۔ تاریخ کا موضوع انسان اور زمان ہے۔ یعنی زمانے کی نسبت سے انسان کے احوال کی معرفت۔ (۳۰) طبقات اور تاریخ کی تعریفوں سے یہ امر واضح ہو گیا کہ طبقات الرجال تاریخ کی انواع میں سے ایک اہم قسم ہے۔ انکے باہمی تعلق کے بارے میں سخاوی عز بن جماعۃ (۳۱) کے حوالے سے لکھتا ہے۔

> علم تاریخ اور علم طبقات کے درمیان اور دونوں کے موضوع اور غایت کے درمیان فرق کا جاننا مشکل لیکن نہایت ضروری ہے اور میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ بحسب الذات دونوں ایک ہی چیز ہیں اور بحسب الاعتبار دونوں میں تغایر ہے۔ (۳۲)

عز بن جماعۃ کا بیان کردہ فرق نہ تو واضح ہے اور نہ ہی تاریخ و طبقات کے مفاہیم سے مطابقت رکھتا ہے۔ البتہ سخاوی نے جو خود فرق بیان کیا ہے وہ درست ہے وہ لکھتے ہیں:

میرے نزدیک دونوں میں عموم و خصوص کی نسبت ہے۔ رواۃ کے حالات بیان کرنا دونوں کا مشترکہ وظیفہ ہے، لیکن دیگر حوادث و وقائع سے صرف تاریخ بحث کرتی ہے اور علم طبقات میں کسی شخص کا طبقہ متعین کیا جاتا ہے جو تاریخ کا وظیفہ نہیں ہے۔ مثلاً شرکائے بدر میں سے جس کی وفات اس شخص کے بعد ہوئی جو بدر میں شریک نہ تھا تو اگر وہ وفات کے لحاظ سے متاخر ہے لیکن طبقہ کے لحاظ سے مقدم ہے۔ (۳۳)

طبقات نگاری کے نتائج:

طبقات نگاری میں بالعموم چار اسالیب اختیار کیے گئے ہیں۔

۱۔ پہلا انداز جو طبقات نگاری کا حقیقی انداز ہے اور طبقات کے حقیقی مفہوم سے بھی مطابقت رکھتا ہے، یہ ہے کہ نسلوں کے اعتبار سے طبقات کی تعیین کی جائے چنانچہ طبقات ابن سعد میں یہی اسلوب پیش نظر رکھا گیا ہے۔

۲۔ لیکن نسلوں کے اعتبار سے طبقات میں ترتیب عملاً دشوار تھی اور جلدی سے کسی شخص کے حالات معلوم کرنے میں دقت پیش آتی تھی۔ لہٰذا اس ترتیب کو باقاعدہ بنانے کے لیے یکساں طوالت کے زمانوں کو یکجا کر دیا گیا اور ہر زمانے کے اندر ایک ترتیب اختیار کی جاتی تھی۔ جو عموماً حرف ہجاء کے مطابق ہوتی۔ اس میں بعض تالیفات میں صدیوں کا حساب رکھا گیا ہے۔ جیسا کہ ابو عبدالرحمٰن محمد بن حسین السلمی کی (م۴۱۲ھ/۱۰۲۱) طبقات الصوفیا اور بعض طبقات میں صدیوں کی بجائے تیس تیس سال کی مدت لی گئی ہے۔ جیسے تقی الدین بن قاضی شہبر (۸۵۱ھ/۱۴۴۸) کی طبقات الشافعیہ میں۔ (۳۴)

۳۔ بعض تالیفات میں طبقات کا تعین وضاحت سے کیا گیا اس کی وجہ سے بعض اوقات یہ ہوتا رہا کہ ایک شخص ایک طبقے میں شامل دوسرے لوگوں کے درجے کا نہیں ہے۔ لیکن اس کی وفات اس طبقے کے لوگوں میں ہو گئی اسلئے وہ اس میں شامل سمجھا جاتا ہے اسکی مثال تاج الدین عبدالوہاب ابن السبکی (م۷۷۱/۱۳۷۵ء) کی طبقات الشافعیہ ہے۔

۴۔ مذکورہ بالا تینوں اسالیب کی کتب طبقات سے استفادے میں دقت پیش آتی تھی۔ چنانچہ اس سے بچنے کے لئے طبقاتی کتب کو حروف معجم کی ترتیب پر مدون کیا جانے لگا، یہ طریقہ متاخر عہد

میں بہت مقبول ہوا اگر چہ یہ طبقے کے صحیح مفہوم سے بہت بعید تھا، اس لئے اس کا اظہار کتاب کے نام میں کوئی اضافہ کر کے کیا جاتا ہے۔ اس انداز کی قدیم ترین تصنیف غالبًا عثمان بن سعید الدانی (م ۴۴۴/۱۰۵۳ء) کی تاریخ طبقات القراء ہے۔ (۳۵) اور اس انداز پر بعد میں بکثرت کتابیں لکھی گئیں۔ (۳۶)

طبقات نگاری کا آغاز و ارتقا:

غالبًا سب سے پہلے شاہانِ فارس نے لوگوں کو مختلف طبقات میں تقسیم کیا ہے اور طبقات نگاری کا آغاز کیا۔ الجھاری لکھتا ہے:

> کان اول من رتب طبقات الناس و صنف طبقات الكتاب و بين منازلهم جمشيد بن اونجهان .... وكان من رسم ملوك الفرس أن يلبس أهل طبقة فمن في خدمتهم لبسة لا يلبسا احد ممن في غير ذالک الطبقة، فإذا وصل الرجل إلى الملك عرف بلسته صناعته والطبقة التي هو فيها۔(۳۷)

جاہلی عرب میں علوم و فنون کا وجود نہیں تھا۔ البتہ جاہلی دور کے باقیماندہ ادب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خاندانی معرکوں اور لڑائیوں کے واقعات کو محفوظ رکھتے تھے اور قبائلی نظام میں ''انساب'' اور ''الایام'' کے حفظ و روایت کا اہتمام رہتا تھا (۳۸) اور اہم واقعات کو تاریخ شماری کا مبدا قرار دیا جاتا تھا۔ (۳۹)

اس فطری اور قبائلی رجحان اور رسول ﷺ کی ذاتِ گرامی سے والہانہ تعلق کی وجہ سے آپ کے ہر قول و عمل کو محفوظ رکھنے کا اہتمام اور شوق نے اسلام میں تاریخ کی بنیاد رکھی۔ صحابہؓ کرام تفاصیل مغازی و سیر کو خود بھی سینوں میں محفوظ رکھتے اور اپنی اولاد کو بھی تلقین کرتے رہے۔ بعض جلیل القدر صحابہؓ کے بیٹوں نے حیاۃ الرسول (جسے المغازی کا نام دیا گیا تھا) کو بطورِ خاص اپنا موضوع بحث و تحقیق بنایا جس میں ابان بن عثمان بن عفان (۴۰) (م بعد ۹۵/۷۱۳ء) اور ابو بکر صدیق کے نواسے عروۃ بن الزبیر (م ۹۴ھ/۷۱۲ء) شامل ہیں۔ عروۃ بن زبیر نے اسلامی عہد میں مغازی پر اولین کتاب لکھی (۴۱)۔ طبقات پر سب سے پہلی کتاب واصل بن عطاء المعتزلی (۸۰-۱۳۱ھ/۶۹۹-۷۴۸ء) (۴۲) نے لکھی

جسکا نام طبقات اہل العلم والجہل رکھا (۴۳)۔

طبقات المحدثین والرواۃ:

اسماء الرجال کا مکمل فن احادیث کی صحت وسقم کی تحقیق کے لیے وجود میں آیا۔ اس لئے رجالِ حدیث پر مختلف انداز سے متنوع کتابیں مدوّن کی گئیں جن میں سے کافی حصہ ان کتابوں کا ہے جو صحابہ کے حالات پر لکھی گئیں (۴۴) بعض مؤلفین نے صرف تابعین کو اپنی تالیفات کا موضوع بنایا (۴۵) جبکہ بعض کتابوں میں حدیث کی کسی متعین تالیف کے رواۃ پر بحث کی گئی ہے (۴۶)۔ اور کچھ دیگر کتب الاسماء والکنی (۴۷) اور المؤتلف والمختلف (۴۸) پر ہیں۔ رجال حدیث میں کچھ تالیفات کے اسلوب پر مرتب کی گئیں جن میں مؤلفین نے رواۃ حدیث کے تراجم وحالات ان کے طبقات کے اعتبار سے بیان کئے ہیں۔ ان میں سے اہم اور مشہور کتب درج ذیل ہیں:

۱۔ الطبقات الکبریٰ:

محمد بن سعد بن منیع کاتب الواقدی (۱۶۸-۲۳۰ھ/۷۸۵-۸۴۵) کی تالیف ہے۔ جس میں مکرر تراجم کو چھوڑ کر تین ہزار افراد کے حالاتِ زندگی بیان کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب آٹھ جلدوں پر طبع ہوئی (۴۹)۔ جن کی ترتیب اس طرح رکھی گئی ہے۔

پہلی جلد: سیرت النبی

دوسری جلد: المغازی

تیسری جلد: طبقات البدریین من المھاجرین، تعداد ۱۳۴، اور طبقات البدریین من الانصار، تعداد ۲۵۹۔

چوتھی جلد: الطبقۃ الثانیۃ من المھاجرین والانصار، تعداد ۹۸، الصحابۃ الذین اسلموا قبل فتح مکہ تعداد ۱۴۳ ہے۔

پانچویں جلد: اس میں مدینہ منورہ کے تابعین کے سات طبقات، مکہ مکرمہ کے تابعین کے پانچ طبقات اور طائف ویمن میں اقامت اختیار کرنے والے صحابہ اور تابعین کے تراجم ہیں۔

چھٹی جلد: اس جلد میں کوفہ میں آ کر آباد ہونے والے صحابہ اور انکے تابعین کا تذکرہ ہے۔

ساتویں جلد: اس میں بصرہ، مدائن، بغداد، خراسان، رَی اور انبار وغیرہ کے صحابہ وتابعین کا ذکر ہے۔

آٹھویں جلد: خواتین کے لیے مختص ہے جس میں ازواج و بنات رسول اور مسلم مہاجر اور انصار خواتین اور نبی ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والی عورتوں کا ذکر ہے۔

۲۔کتاب الطبقات:

ابوعمرو خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ الشیبانی المعروف بشاب (م ۸۵۴/۲۴۰ء) کی تالیف ہے جو آٹھ اجزاء پر مشتمل ہے۔(۵۰) خلیفہ بن خیاط امام بخاری کے شیوخ میں سے ہیں (۵۱)۔

۳۔ طبقات التابعین:

امام مسلم بن حجاج القشیری (م ۲۶۱ھ/۸۷۵ء) کی تالیف ہے (۵۲)۔

۴۔کتاب الطبقات فی الاسماء المفردۃ:

ابوبکر احمد بن ہارون بن روح (م ۹۱۴/۳۰۱ء) کی تالیف ہے (۵۳)۔ جو آذربائجان کے قصبہ برویج کی طرف منسوب ہونے کے باعث البرویجی کہلائے (۵۴) یہ کتاب بعض صحابہ، تابعین اور اصحاب حدیث کے اسماء سے متعلق ہے (۵۵)۔

۵۔کتاب الطبقات:

ابوعروبہ الحسین بن محمد بن مودود الحرانی (م ۹۳۰/۳۱۸ء) کی تالیف ہے (۵۶) جس کے بارے میں بروکلمان بتاتا ہے کہ یحییٰ بن معین المری (م ۸۴۷/۲۳۳ء) کی معرفۃ الرجال کو پیش نظر رکھ کر لکھی گئی (۵۷)۔

۶۔کتاب التابعین:

محمد بن حبان بستی (م ۹۶۵/۳۵۴) کی تالیف بارہ اجزاء میں تھی۔ اسکے علاوہ ابن حبان نے اتباع التابعین اور تباع التبع پندرہ اجزاء میں لکھیں (۵۸)۔

۷۔طبقات المحدثین والرواۃ:

ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد الاصبہانی (م ۱۰۳۸/۴۳۰ء) حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء کے مصنف کی تالیف ہے (۵۹)۔

۸۔طبقات الحفاظ یا تذکرۃ الحفاظ:

شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (م ۴۸ ھ/ ۱۳۴۸م) کی تالیف ہے(۶۰)۔ یہ کتاب صحابہ کرام سے لے کر مولف کے دور تک حفاظ حدیث کے تذکرہ پر مشتمل ہے۔

۹۔ذیل تذکرۃ الحفاظ:

ابوالمحاسن محمد بن علی بن الحسن بن حمزۃ الحسینی (م ۷۶۵ھ/۱۳۶۴ء) کی تالیف ہے۔ یہ ذہبی کی مذکورہ بالا کتاب کا ذیل ہے۔اس میں ان حفاظ حدیث کا تذکرہ ہے جن کا ذکر ذہبیؒ سے رہ گیا تھا (۶۱)۔

۱۰۔لحظ الالحاظ بذیل طبقات الحفاظ:

ابوالفضل تقی الدین محمد بن محمد بن فہد الہاشمی (م ۸۷۱ھ/۱۴۶۶ء) کی تالیف ہے۔ یہ بھی تذکرۃ الحفاظ کا ذیل ہے (۶۲)۔

۱۱۔طبقات الحفاظ:

جلال الدین السیوطی (م ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء) نے ذہبی کے تذکرہ الحفاظ کی تلخیص کی ہے۔لیکن کہیں کہیں تراجم میں مفید اضافے بھی کیے ہیں (۶۳)۔

۱۲۔ذیل طبقات الحفاظ:

جلال الدین السیوطی نے ہی ذہبی کے تذکرۃ الحفاظ کا ذیل لکھا ہے۔اسمیں ذہبی کے معاصرین سے لے کر اپنے دور تک کے حفاظ حدیث کا تذکرہ کیا ہے (۶۴)۔

طبقات فقہاء عامہ:

طبقات فقہاء پر دو زاویوں سے کتب تالیف کی گئیں۔کچھ کتابیں عام فقہاء سے متعلق ہیں خواہ کسی بھی فقہی مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہوں۔جبکہ دوسری قسم ایک متعین فقہی مسلک کے فقہاء کے طبقات پر ہے۔اول الذکر میں ایسی تالیفات شامل ہیں جو مشہور فقہی مسالک کے ائمہ کے قریبی عہد میں مدون کی گئیں (۶۵) اور ان کے ناموں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کسی متعین فقہی مسلک کے فقہاء کے حالات پر نہیں تھیں۔ان میں ابو عبدالرحمٰن الہیثم بن عدی الثعالبی (م ۲۰۷ھ/۸۲۲ء) کی طبقات الفقہاء والمحدثین

(۶۶) اور عبدالملک ابن حبیب السلمی (م ۲۳۸ھ/۸۵۲ء) کی طبقات الفقہاء والتابعین (۶۷) کے نام بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

طبقات فقہاءِ شافعیہ:

متعین فقہی مسلک کے فقہا میں سب سے پہلے شافعی مسلک کے فقہا کے طبقات پر تالیفِ کتب کا آغاز ہوا اور پہلی کتاب ابوحفص عمر بن علی المطوعی الادیب (م ۴۴۰ھ/ ۱۰۴۸ء) نے طبقات الشافعیہ پر لکھی (۶۸)۔ پھر ابوالطیب سہیل بن محمد بن سلیمان الصعلوکی (م ۴۰۴ھ/۱۰۱۴ء) نے المذہب فی ذکر شیوخ المذہب تالیف کی (۶۹)۔ اسکے بعد قاضی ابو الطیب طاہر بن عبداللہ الطبری (م ۴۵۰ھ/ ۱۰۵۸ء) نے مولد الشافعی کے نام سے ایک رسالہ لکھا اس کے آخر میں اصحاب الشافعی میں سے ایک جماعت کے تراجم لکھے۔ (۷۰)۔ اس طرح بعد میں دیگر کتب میں طبقات، الشافعیہ ابن کثیر، طبقات الشافعیہ عبدالرحیم الاسنوی وغیرہ شامل ہیں۔

طبقات فقہائے حنفیہ:

پھر طبقات فقہائے حنفیہ پر بھی مستقل کتابیں لکھی گئیں۔ عام فقہائے کرام پر لکھی گئی کتابوں میں بھی بکثرت حنفیہ کے تراجم موجود تھے (۷۱)۔ سخاوی کا خیال ہے کہ ممکن ہے ابومحمد عبدالوہاب بن محمد بن عبدالوہاب الشیرازی (م ۵۰۰ھ/ ۱۱۰۷ء) کی تاریخ الفقہاء فقہائے حنفیہ پر ہو کیونکہ ابن القدوری (احمد بن محمد) (۴۲۸ھ/ ۱۰۳۷ء) کے حالات میں ان کی کتاب سے اقتباس لیا گیا ہے (۷۲)۔ تاہم یہ کتاب ضائع ہوگئی۔ اس لئے اس کے بارے میں قطعیت سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ یہ امر معلوم ہے کہ موجود ذخیرہ کتب طبقات میں طبقات الحنفیہ پر پہلی مستقل کتاب عبدالقادر بن محمد القرشی (م ۷۷۵/ ۱۳۷۳ء) کی الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیہ ہے۔ (۷۳)

طبقات فقہائے مالکیہ:

فقہائے مالکیہ پر اہم ترین کتاب قاضی عیاض بن موسیٰ بن عیاض (م ۵۴۴ھ/ ۱۱۴۹ء) کی ترتیب المدرک وتقریب المسالک لمعرفۃ اعلام مذہب مالک ہے۔ (۷۴) المدارک فقہائے مالکیہ پر بہت جامع کتاب ہے۔ جسے طبقات پر مرتب کیا گیا ہے۔ اس میں تیرہ سو سے زائد افراد کے تراجم ہیں۔

طبقات فقہائے حنابلہ:

طبقات فقہائے حنابلہ پر سب سے پہلی کتاب ابو علی ابن البناء الحسن بن احمد البغدادی (م ۴۷۱ھ/۱۰۷۸ء) نے طبقات الفقہاء کے نام سے لکھی (۷۵)۔ اسکے بعد قاضی ابوالحسین محمد بن محمد بن الحسین ابی یعلی الحنبلی الفراء (م ۵۲۶ھ/۱۱۳۱ء) نے طبقات الحنابلہ لکھی (۷۶)۔ ابویعلی اسکی داخلی ترتیب کے بارے میں بتاتے ہیں کہ ہم نے حنابلہ کو چھ طبقات میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا طبقہ امام احمد بن حنبل کے اصحاب اور رواۃ پر مشتمل ہے۔ دوسرا طبقہ اصحاب امام احمد کے تلامذہ کا ہے۔ اور بعد کے طبقات اسی انداز سے ترتیب نزولی کے مطابق ترتیب قائم کیے گئے ہیں۔

طبقات القضاۃ:

قضاۃ پر غالبا سب سے پہلی کتاب ابوعبید معمر بن المثنی البصری (م ۲۰۹ھ/۸۲۴ء) نے اخبار قضاۃ بصرہ کے نام سے لکھی (۷۷) اسکے بعد وکیع محمد بن خلف (م ۳۰۶ھ/۹۱۸ء) نے اخبار القضاۃ تالیف کی (۷۸) ابوعمر محمد بن یوسف بن یعقوب الکندی (م بعد ۳۶۲ھ/۹۷۲ء) نے کتاب الولاۃ وکتاب القضاۃ لکھی (۷۹)۔

طبقات القراء:

طبقات القراء پر پہلی کتاب خلیفہ ابن خیاط المعروف بشاب (م ۲۴۰ھ/۸۵۴ء) نے لکھی (۸۰) اسکے بعد ابوالحسین احمد بن جعفر بن محمد بن المنادی (م ۳۳۶ھ/۹۴۷ء) نے افواج القراء کے نام سے کتاب لکھی (۸۱)۔

طبقات المفسرین:

حیرت کی بات ہے کہ قرون وسطی میں جس قدر زیادہ تفسیر قرآن پر کتابیں تالیف کی گئیں ہیں اسی قدر طبقات مفسرین کے موضوع پر کم توجہ دی گئی۔ حتی کہ اسلامی عہد کی پہلی نو صدیوں میں اس موضوع پر کوئی کتاب نہیں ملتی۔ تا آنکہ جلال الدین عبدالرحمان السیوطی (م ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء) نے طبقات المفسرین کے نام سے حروف معجم کی ترتیب سے کتاب لکھی (۸۲)۔ سیوطی لکھتے ہیں کہ اس موضوع پر آج تک کسی

نے توجہ نہیں دی، جبکہ محدثین فقہاء اور نحاۃ کے طبقات پر بہت کتابیں لکھی گئی ہیں۔ چنانچہ میں نے اس موضوع پر کتاب مرتب کرنے کا فیصلہ کیا ہے(۸۳)۔

طبقات النحاۃ واللغویین:

طبقات النحاۃ پر سب سے پہلی کتاب طبقات النحاۃ البصریین کے نام سے ابو العباس محمد بن یزید المبرد(۲۸۵ھ/۸۹۸ء) نے لکھی جو صرف مدرسہ بصرہ کے علماءِ نحو کے احوال پر تھی (۸۴) پھر ابو جعفر النحاس احمد بن محمد بن اسماعیل المصری (م ۳۳۸ھ/۹۵۰ء) نے طبقات النحاۃ پر کتاب لکھی۔ (۸۵)

طبقات الشعراء والادباء:

صنف طبقات میں طبقات الشعراء والادبا ایسا موضوع ہے۔ جس پر سب سے زیادہ اور متنوع کتابیں لکھی گئیں۔ عربوں کی شعر وشاعری سے شغف کی تاریخ طویل بھی ہے اور بھرپور بھی، جس کا فطری نتیجہ تھا کہ جب انہوں نے طبقاتی صنف ادب کی طرف توجہ مبذول کی تو طبقات الشعراء پر تالیفات کے انبار لگا دیئے، صرف طبقات الشعراء کے زیر عنوان سینتالیس (۴۷) کتابوں کے نام گنوائے ہیں (۸۶) غالباً طبقات الشعرا پر پہلی کتاب اسماعیل بن ابی محمد الیزیدی (م ۲۰۰ھ/۸۵۱ء) کی کتاب طبقات الشعراء ہے۔(۸۷)

طبقات الصوفیۃ والزہاد:

طبقات صوفیۃ پر غالباً پہلی کتاب محمد بن علی بن الحسن بن بشیر الحکیم الترمذی (۳۲۰ھ/۹۳۲ء) نے لکھی، جنہیں تصوف کی ایک کتاب ختم الولایۃ وعلل الشریعۃ کی تالیف پر ترمذ سے جلاوطن کر دیا گیا تھا۔(۸۸)

حوالہ جات

۱۔ ابن منظور، لسان العرب، ۱۰:۲۰۹۔

۲۔ قرآن مجید، ۱۵:۷۱۔

۳۔ ابن منظور، لسان العرب، ۱۰:۲۱۰۔

۴۔ الخوارزمی، ۹۳۔

۵۔ ابن عبد البر، الاستیعاب، ۳۔

۶۔ فیروز آبادی، القاموس، ۳: ۳۵۶، لسان العرب، ۱۰: ۲۶۔

۷۔ قرآن، ۹: ۱۰۰، زیر بحث طبقاتی تصور کا ہمارے عہد کے معاشی طبقات کے تصور سے کوئی تعلق نہیں۔

۸۔ سورۃ الحدید، آیت ۱۰،

۹۔ بخاری، الجامع مغازی، ۹: ۴۶، مسلم، جہاد ۹۸۔

۱۰۔ مسند احمد، ۴: ۱۳۶۔

۱۱۔ الترمذی السنن، مناقب، ۳۱۴۔

۱۲۔ بخاری، مغازی، ۳۱۴۔

۱۳۔ بخاری شہادات، ۹۔ فضائل اصحاب النبی ﷺ، ا مواقع متعددہ۔

۱۴۔ ابن عبد البر، الاستیعاب، ۶۔

۱۵۔ طبقات ابن سعد، ۳: ۶۔

۱۶۔ خلیفہ، الطبقات، ۸۷۔

۱۷۔ قرآن، ۴۹: ۶۔

۱۸۔ بخاری الصحیح، العلم ۳۸؛ الجنائز، ۳۳ مواضع متعددہ۔

۱۹۔ الخطیب الکفایہ، ۳۹۳؛ شرح مواہب ۵: ۴۵۳۔

۲۰۔ السیوطی تدریب، راوی، ۶۸۳۔

۲۱۔ فیض القدیر ۱۸: ۴۴۳، شرح مواہب ۵: ۴۵۳۔

۲۲۔ ارسال: المرسل، هو حديث التابعى الكبير الذى لقى جماعة من الصحابة وجالسهم اذ قال : قال رسول الله مقدمة ابن الصلاح، ۵۶۔

۲۳۔ انقطاع: المنقطع عنه الاسناد الذى فيه قبل وصول الصحابى راوٍ لم يسمع من الذى فوقه والساقط بينهما غير مذكور لامعينًا ولا مبهمًا. التقييد والايضاح شرح مقدمة ابن الصلاح ۶۳۔

۲۴۔ المعضل مايرويه تابعى التابعى قائلاً فيه قال رسول الله... وكذلك من هو رونه عن رسول الله غير ذاكر بلا ساقط بينه وبينهم. مقدمة ابن الصلاح، ۶۵۔

۲۵۔ تدلیس الاسناد ـ هو ان يروى عمن لقيه ما لم يسمعه منه موهمًا انه سمعه منه او عمن عاصره ولم يلقه موهمًا انه قد لقيه و سمعه منه. مقدمة ابن الصلاح، ۷۸۔

۲۶۔ الاعلان بالتوبیخ، ۱۰۔

۲۷۔ الاعلان بالتوبیخ، ۱۰۔

۲۸۔ ۱۳:۱۔

۲۹۔ المعجم الوسیط، ۸۹۔

۳۰۔ الاعلان بالتوبیخ، ۷۔

۳۱۔ روزنتھال کی تحقیق کے مطابق عز بن جماعة سے مراد عبدالعزیز بن محمد (م ۷۶۷/ ۱۳۶۶ء) ہے۔ نہ کہ محمد بن ابی بکر (م ۸۱۹ھ/ ۱۴۱۶ء) ملاحظہ ہو کر محمد یوسف حاشیہ اردو ترجمہ اعلان بالتوبیخ، ۱۰۷۔

۳۲۔ السخاوی، الاعلان بالتوبیخ، ۴۶۔

۳۳۔ الاعلان بالتوبیخ، ۴۶۔

۳۴۔ مخطوطات برلن، برٹش میوزیم اور دار الکتب المصریہ میں ہیں۔

۳۵۔ فہرست ابن خیر، ۲۷، یہ کتاب ناپید ہے۔

۳۶۔ ملاحظہ ہو دائرہ المعارف، ۱۲: ۶ ۴-۸۔

۳۷۔ کتاب الوزراء والکتاب، ۲-۳۔

۳۸۔ مشہور مقولہ ہے الشعر دیوان العرب، تفصیلات کے لیے عبدالعزیز الدوری بحث فی نشاۃ علم التاریخ عند العرب، ۱۳-۱۸۔

۳۹۔ الشماریخ فی التاریخ، ۹۔

۴۰۔ علم التاریخ عند العرب ۱۳، تاریخ یعقوبی، ۲: ۶۔

۴۱۔ السخاوی الاعلان بالتوبیخ ۹۹، خلیفہ الطبقات ۴۷، ۱۷۔

۴۲۔ ارشاد الاریب ۱۹: ۲۴۳-۷، الذہبی میزان الاعتدال، ۳: ۲۶۷؛ ابن حجر، لسان المیزان ۶: ۲۱۳۔

۴۳۔ ذہبی، تاریخ الاسلام ۵: ۳۱۱؛ مراۃ الجنان ۱۷۴:۴، ۲؛ ہدیۃ العارفین، ۴۹۹۔

۴۴۔ ابو الحسن علی بن عبداللہ المدینی (م ۲۳۴/ ۸۴۹ء) کی معرفۃ من نزل من الصحابۃ سائر البلدان، ابو محمد عبداللہ بن عیسی المروزی (م ۲۹۳/ ۹۰۶) کی کتاب المعرفۃ۔

۴۵۔ مثلاً امام مسلم بن حجاج القشیری (۲۶۱ھ/ ۸۷۵) نے طبقات التابعین محمد بن حبان بستی (م ۳۵۴ھ/ ۹۶۵ء) نے کتاب التابعین اور محمد بن محمود ابن النجار (م ۶۴۳/ ۱۲۴۵ء) نے بہجۃ الناظرین فی معرفۃ التابعین لکھی۔

۴۶۔ مثلاً ابونصر احمد بن محمد الکلاباذی (م ۳۹۸ھ/ ۱۰۰۸ء) نے رجال بخاری پر۔

۴۷۔ علی بن عبداللہ بن جعفر مدینی (م ۲۳۴ھ/ ۸۳۹ء) نے الاسامی والکنی،

۴۸۔ مثلاً ابو محمد عبدالغنی بن سعید اسدی (م ۴۰۹/ ۱۰۱۸ء) کی المؤتلف والمختلف فی الاسماء نقلۃ الحدیث اور ابن ماکولا ابونصیر علی بن ہبۃ اللہ (م ۴۸۶/ ۱۰۹۳ء) کی الاکمال فی رفع الارتیاب عن المؤتلف والمختلف من الاسماء والکنی والانساب۔

not

۴۹۔ سخاؤ نے لیڈن سے ۱۹۰۳-۱۹۰۷ء میں شائع کی (بارہ جلدوں میں) بعد میں لیڈن، مصر اور بیروت سے ۸ جلدوں میں شائع ہوئی۔

۵۰۔ مخطوطہ الظاہریہ میں ہے۔ مخطوطات الظاہریہ، ۱۹۹-۲۰۰۔

۵۱۔ تہذیب التہذیب ۳:۱۶۰؛ تذکرۃ الحفاظ ۲:۲۱۔

۵۲۔ تذکرۃ الحفاظ ۲:۱۵؛ تاریخ بغداد ۱۳:۱۰۰؛ ابن خلکان، ۵:۱۹۴؛ مخطوطہ دریافت نہیں ہوسکا۔

۵۳۔ بروکلمان نے کتاب کا نام ''الطبقات فی الاسماء المفردۃ من اسماء العلماء واصحاب الحدیث'' لکھا ہے۔

۵۴۔ یاقوت الحموی معجم البلدان، ۲:۱۱۸۔

۵۵۔ ابن عساکر شذرات الذھب ۲:۲۳۳؛ تذکرۃ الحفاظ ۲:۲۸۱؛ تاریخ دمشق ۲:۱۰۷۔

۵۶۔ تذکرۃ الحفاظ ۲:۲۲۶؛ مخطوطہ الظاہریہ میں ہے۔ مخطوطات الظاہریہ، ۱۶۹۔

۵۷۔ (IALS ۱: ۲۰۶)۔

۵۸۔ اللباب، ۱:۱۲۲؛ تذکرۃ الحفاظ ۳:۱۶؛ لسان المیزان ۵:۱۱۲؛ مرآۃ الجنان ۲:۳۵۷۔

۵۹۔ ابن خلکان، ۱:۹۱؛ میزان الاعتدال، ۱:۵۲؛ طبقات الشافعیہ، ۳:۷۔

۶۰۔ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن سے مکرر طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے۔

۶۱۔ لحظ الالحاظ، ۱۵۰؛ ذیل طبقات الحفاظ للسیوطی، ۳۶۴؛ الدرر الکامنۃ ۴:۶۱۔

۶۲۔ البدر الطالع ۲:۲۵۹؛ مقدمہ ذیل تذکرۃ الحفاظ، ۲۔

۶۳۔ طبع گوتھا، ۱۸۳۳۔

۶۴۔ الکواکب السائرۃ، ۱:۲۲۶ مقدمہ مجموعہ تذکرۃ الحفاظ۔

۶۵۔ مشہور فقہی مسالک کے آئمہ کا عہد: ابوحنیفہؒ (۸۰-۱۵۰ھ/ ۶۹۹-۷۶۷ء)؛ مالک (۹۳-۱۷۹/ ۷۱۲-۷۹۵ء) شافعی (۱۵۰-۲۰۴ھ/ ۷۶۷-۸۱۹ء) احمد بن حنبلؒ (۱۶۴-۲۴۱ھ/ ۷۸۰-۸۵۵ء) داؤد الظاھری (۲۰۱-۲۷۰ھ/ ۸۱۶-۸۸۴ء) جعفر الصادقؒ (۸۰-۱۴۸ھ/ ۶۹۹-۷۵۶ء)۔

۶۶۔ الفہرست، ۱۲؛ خلکان، ۲: ۱۰۲؛ لسان المیزان، ۲: ۲۰۹-۱۱؛ البدایہ ۱۰: ۲۶۱؛ مرآۃ الجنان، ۲: ۳۲-۴۔

۶۷۔ القرشی، ۱: ۳۱۲-۵؛ الحمیدی، ۲۶۳-۴؛ الضبی، ۳۶۴-۶؛ انباہ الرواۃ، ۲: ۲۰۶-۷؛ الدیباج ۱۵۸-۶۔

۶۸۔ یتیمۃ الدھر، ۴: ۳۱۱؛ اللباب، ۲: ۱۵۱؛ طبقات الشافعیہ، ۱: ۱۱۴۔

۶۹۔ خلکان ۲: ۴۳۵؛ الاعلان بالتوبیخ، ۹۸؛ ابوعمرو بن الصلاح نے اسکا ایک انتخاب کیا تھا۔

۷۰۔ طبقات الشافعیہ، ۱: ۱۱۴۔

۷۱۔ دیکھئے طبقات الفقہاء للشیرازی۔

۷۲۔ السخاوی، ۱۰۰۔

۷۳۔ حیدرآباد دکن سے ۱۳۳۲ھ میں طبع ہوئی۔

۷۴۔ ابن لابار، المعجم، ۲۹۴؛ قلائد العقیان، ۲۲۲؛ ازہار الریاض، ۱: ۲۳؛ جذوۃ الاقتباس، ۲۷۷؛ قضاۃ الاندلس، ۱۰۱؛ المطبعۃ الشمال الافریقی رباط سے ۱۹۶۵ء میں طبع ہوئی۔

۷۵۔ طبقات الحنابلہ، ۳۹۷؛ ابن رجب، ۱: ۴۱۔

۷۶۔ قاہرہ سے ۱۹۵۲ء میں شائع ہوئی۔

۷۷۔ خلکان، ۵: ۲۳۵، ۴۹، ۱۳۵۱۔

۷۸۔ تین جلدوں میں قاہرہ سے ۱۳۶۶ھ-۹ میں شائع ہوئی۔

۷۹۔ بیروت ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی۔

۸۰۔ دائرہ، ۲: ۲۰۶-۸۔

۸۱۔ الصفدی، ۱: ۵۳۔

۸۲۔ تہران سے ۱۹۶۰ء میں شائع ہوئی۔

۸۳۔ طبقات المفسرین، ۲۔

۸۴۔ بغیۃ، ۱۱۶؛ نزہۃ الالباء، ۲۷۹۰؛ طبقات النحویین، ۱۰۸-۲۰؛ سمط اللآلی، ۱: ۳۳۰؛ السیرافی، ۹۶۔

۸۵۔ بغیۃ، ۱۵۷؛ نزہۃ الالباء، ۳۰۱؛ انباہ الرواۃ، ۱: ۱۰۱؛ ارشاد الاریب ۴: ۲۲۳؛ روضات الجنات، ۶۰؛ خلکان، ۱: ۹۹

۸۶۔ خلیفہ، ۲: ۱۱۰۲-۳۔

۸۷۔ الفہرست، ۵۶۔

۸۸۔ طبقات الشافعیہ، ۲: ۳۰، لسان المیزان، ۵: ۳۰۸؛ المستطرفۃ ۴۳۔

خوبصورت رنگین دیدہ زیب طباعت کے ساتھ بچوں کے نہایت مفید

گلدستہ سیرت
سید فضل الرحمٰن
صفحات ۱۲۸
قیمت: ۹۰/روپے

نبوی دعائیں
سید عزیز الرحمٰن
صفحات ۱۱۲
قیمت: ۹۰/روپے

زوار اکیڈمی پبلی کیشنز